اکائی 4

اکائی کے اجزاء

4.1 مقصد
4.2 تمہید
4.3 دور اموی کی عربی شاعری
4.4 دور اموی کے شعری مراکز
4.4.1 عراق
4.4.2 شام
4.4.3 حجاز
4.5 شعر اموی کے اغراض
4.5.1 مدح سرائی
4.5.2 ہجو گوئی
4.5.3 شعر سیاسی
4.5.4 غزل
4.5.5 غزل صریح/عمری/اباحی
4.5.6 غزل عفیف/عذری
4.6 نقائض
4.6.1 نقائض کی ابتداء
4.6.2 نقائض کی قدر و قیمت
4.6.3 سیاسی حیثیت
4.6.4 سماجی حیثیت
4.6.5 لغوی اور ادبی حیثیت
4.7 شعر اموی کی خصوصیات
4.8 خلاصہ
4.9 نمونے کے امتحانی سوالات

4.10 مطالعہ کیلئے معاون کتابیں

4.1 مقصد:

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ دوراموی کی عربی شاعری اوراس کے اصناف کے ساتھ ساتھ اس دور کے اہم شعری مراکز سے بخوبی واقف ہو جائینگے۔ نیز دوراموی کی شاعری کے اغراض ومقاصد اور خصوصیات سے اچھی طرح باخبر ہو جائینگے اور انھیں اس دور کی شاعری کے انواع واقسام کا بھی علم ہو جائیگا۔

4.2 تمہید:

دوراموی کی شاعری عربی زبان وادب میں نہایت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ عربی شاعری تاریخی اعتبار سے جس کے آثار اسلام کے ڈیڑھ سو سال قبل سے ملتے ہیں اپنے ابتدائی دور سے اپنے مخصوص اسلوب اور منفرد طرز بیان سے ممتاز رہی ہے۔ عربی شاعری کے اس تاریخی سفر میں جب اسکا پڑاؤ بنوامیہ کے دور میں ہوا تو اس میں کافی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ نئے نئے شعری مراکز وجود میں آنے لگے، جہاں ہر مرکز کا انداز اور اسلوب دوسرے مرکز سے بالکل جداگانہ اور منفرد رہا ہے۔ نیز اسکے اغراض اور مقاصد میں کافی تبدیلیاں آنے لگیں۔ عربی زبان کے شعراء جو شعر کو اپنے جذبات اور انفعالات کے اظہار کا اہم وسیلہ سمجھتے تھے اب وہی شعر عربی بعض شعراء کے پاس ذریعہ معاش میں تبدیل ہو گیا۔ علاوہ ازیں عربی شاعری کو امراء کی سرپرستی نے قبائلی کے ساتھ ساتھ دینی اور سیاسی اختلافات کو بھی پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے نئے موضوعات اور مقاصد وجود میں آنے لگے۔ اسی لئے دوراموی کو عربی شاعری کی نشوونما کے حوالہ سے بہت اہم دور سمجھا جاتا ہے۔

4.3 دوراموی کی عربی شاعری:

دوراموی کی شاعری ابتدائی زمانہ میں خالص اسلامی اور عربی زندگی کی آئینہ دار تھی جو جملہ جاہلی نجاستوں، اور غیر اسلامی آلائشوں سے پاک وصاف تھی۔ بعدازاں زمانہ کے تغیرات اور تقلبات کے نتیجہ میں ہونے والے حوادث کی وجہ سے اس پر سیاسی، معاشرتی اور مذہبی اغراض اور مفادات کا غلبہ ہونے لگا جس کی وجہ سے دوراموی کی عربی شاعری پر جاہلانہ میلانات، بدویانہ ماحول، شاہی انعام واکرام اور اوراموی سرفرازیوں کے آثار نمایاں پائے جاتے ہیں۔ نیز اس کے مقاصد اور موضوعات پر سیاسی جھگڑوں اور مذہبی وابستگیوں کو بھی واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود دوراموی کی عربی شاعری کی بنیاد مثلا اوزان اور قافیہ میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

اسلام نے اول یوم سے شعر گوئی میں لہو ولعب، لغویات ومنکرات اور زلل وضلال کے ساتھ سات قبائلی تعصب اور آپسی شکررنجی وریشہ دوانیوں سے منع کیا ہے اسی لئے اس دور کے شعراء پر قرآنی الفاظ ومعانی، اسلوب واحکام کا اثر جابجا نظر آتا ہے۔ مخضرمین شعراء جنکی تربیت اور نشوونما دور جاہلی کے پرآشوب دور میں ہوئی ان کے افکار اور جذبات بھی اسلامی تعلیمات کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور ان کے قصیدے دور جاہلی کی لغویات اور عصبیات سے محفوظ ہو گئے اور اسلامی افکار ونظریات ہی ان کے شعروادب کا مرکز اور محور ہو گیا۔ اس کے بعد دوراموی میں نئے شعراء پیدا ہونے لگے جن کی نشوونما اسلامی ماحول اور اسلامی ادب کے دائرہ میں ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ساتھ

انھوں نے دور جاہلی کے مآخذ اور مراجع سے بھی خوب خوب استفادہ کیا جس کا اثر ان کے مزاجوں اور قصیدوں میں بھی واضح طور پر نظر آنے لگا جس کی وجہ سے اس دور کے بیشتر شعراء دور جاہلیت کے افکار اور موضوعات کو اختیار کرنے لگے۔ یہی وجہ رہی کہ اسلام نے جن امور، لہو ولعب، لغویات اور موضوعات سے منع کیا تھا اب وہی چیزیں دوبارہ اس دور کے بعض شعراء میں سرایت کرنے لگی۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ غزل جو کہ دور جاہلی میں صرف قصیدے کے ابتدائی حصہ اور تمہید کے طور پر شامل ہوا کرتی تھی دور اموی میں جامع شکل اختیار کر لی اور مکمل قصیدے غزل میں کہے جانے لگے۔ نیز لہو ولعب بھی خاطر خواہ انداز میں پیش کیا جاتا رہا. بات یہی ختم نہیں ہوئی بلکہ دور اموی نے دور جاہلیت کے قبائلی تعصّبات کو بھی ہوا دینا شروع کر دیا اور شعراء بھی قصیدوں میں اپنے اپنے قبیلوں کا فخریہ ذکر اور دوسرے قبیلوں کی ہجو کرنے میں کوئی دقیقیہ فروگذاشت نہیں کرنے لگے.

شعر دور جاہلی میں قبیلہ کے دفاع اور اسکی عظمت ومنزلت کے اظہار کا اہم ذریعہ شمار ہوتا تھا۔ اسلام کے بعد شعر کا استعمال دینی مقاصد کیلئے ہونے لگا لیکن دور اموی میں شعر کا استعمال محامد اور مآثر کو عام کرنے، سیاسی جماعتوں کی تائید کرنے اور قبائلی عادات واطوار کی حفاظت کیلئے ہونے لگا. علاوہ ازیں لہو ولعب اور غناء کو پروان چڑھانے میں بھی اس دور کی شاعری نے اہم رول ادا کیا ہے۔ نیز امراء اور حکمرانوں کی مدح سرائی میں بھی شعراء ایکدوسرے سے سبقت لیجانے لگے.

عبدالملک بن مروان کی مدح میں جریر کے اشعار:

أتصحو أم فؤادک غیر صاح۔ عشیۃ ھم صحبک بالرواح
تقول العاذلات علاک شیب۔ أھذا الشیب یمنعنی مراحی
یکلفنی فؤادی من ھواہ۔ ظعائن یجتزعن علی رماح
عرابا لم یدن مع النصاری۔ ولم یأکلن من سمک القراح
تعزت ام حزرۃ ثم قالت۔ رایت الواردین ذوی امتناح
تعلل وھی ساغبۃ بنیھا۔ بأنفاس من الشبم القراح
سأمتاح البحور فجنبینی۔ أذاۃ اللوم وانتظری امتیاحی
ثقی باللہ لیس لہ شریک۔ ومن عند الخلیفۃ بالنجاح
أغثنی یا فداک أبی وامی۔ بسیب منک انک ذو ارتیاح
سأشکر ان رددت علی ریشی۔ وانبت القوادم من جناحی
ألستم خیر من رکب المطایا۔ وأندی العالمین بطون راح

4.4 دور اموی کے شعری مراکز:

دور اموی کے وہ مراکز جہاں عربی شاعری کا گلستاں آباد ہوا حسب ذیل ہیں:

4.4.1 عراق:

عراقی شاعری باہمی منافرت، آپسی مقابلہ اور مضطرب انقلابی زندگی کی تصویر ہے. عراق میں فخر وہجو کی کثرت، قبائلی تعصب، قومی جماعت بندی اور سیاسی وابستگی نئی نئی شکل وصورت میں وقتا فوقتا میں نمودار ہونے لگیں۔ عراقی شاعری پر اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات سے زیادہ جاہلانہ میلانات، بدویانہ ماحول، قبائلی تعصب، دینی کشمکش، سیاسی بے چینی، آپسی ہجوگوئی، باہمی مقابلہ اور مباحثہ، مختلف رجحانات اور پراگندہ خیالات کا غلبہ رہا ہے..

دور اموی میں عراق ایک اہم اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا جہاں عربی شاعری کو پروان چڑھنے کا موقع میسر ہوا عراقی شاعری کے موضوعات اور اسلوب دور جاہلیت کے موضوعات اور اسلوب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ شعراء کے بیشتر قصیدے فخریہ کلام اور ہجوگوئی پر مشتمل رہتے تھے۔ فرزدق اپنے قبیلہ پر فخر کرتا اور دوسرے قبائل کی ہجو کرتا تھا، اسی طرح جریر نے بھی دوسرے قبائل کی ہجو اور تنقیص میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی.

عراق کی سرزمین عہد اموی میں سیاسی اور گروہی چپقلش کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی خاص طور سے شیعی تحریک جس نے اموی حکومت کے دانت کھٹے کردیے اسی سرزمین پر فروغ پایا، خوارج کی جماعت نے بھی عراق ہی کو سرگرمی کا ٹھکانہ بنایا اور دوسری تحریکیں بھی اسی سرزمین میں پروان چڑھیں. عراق میں عربی شاعری کو پروان چڑھانے میں بصرہ کے ''مربد'' بازار کا نہایت ہی اہم کردار رہا ہے اور اس بازار کی قدرو منزلت دور اموی میں بالکل اسی طرح تھی جس طرح دور جاہلیت میں عکاظ بازار کی تھی. مربد دراصل ایک بازار تھا جہاں اونٹوں کی خرید وفروخت اور تجارت ہوتی تھی. عرب اس بازار میں جمع ہوکر خرید وفروخت بھی کرتے تھے اور اپنے اشعار کے ذریعہ اپنے حسب ونسب پر فخر بھی کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بہادری اور شجاعت کے واقعات اور داد ودہش کے قصہ سنانا بھی ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا. مربد کے بازار میں ہر شاعر کا ایک حلقہ ہوا کرتا تھا جہاں اسکے قبیلہ اور مذہبی ہم آہنگ لوگ جمع ہوکر اس کی تائید اور مدد کیا کرتے تھے. مربد کے وہ اہم شعراء جن کا مخصوص حلقہ ہوا کرتا تھا حسب ذیل ہیں: جریر، فرزدق، اخطل، عجاج اور کعب بن جعیل وغیرہ۔

نقائض اور اراجیز کا شمار عراقی شاعری اور مربد کے اہم شعری آثر میں ہوتا ہے.

عبداللہ بن رؤبۃ العجاج کے رجزیہ اشعار بطور نمونہ:

الحمدللہ الذی استقلت ۔ بأمرہ السماء واطمأنت

باذنہ الارض وما اقلت ۔ اوحی لھا القرار فاستقرت

وشدھا بالراسیات الثبت ۔ رب البلاد والعباد القنت

والجاعل الغیث غیاث المسنت ۔ والجامع الناس لیوم الموقت

بعد الممات وھو محیی الموت ۔ یوم تری النفوس ما أعدت

عراقی شاعری کی دوسری قسم خوارج کی شاعری تھی جو بالکلیہ طور پر جاہلی شعر، جاہلی عصبیت اور جاہلی عادات واطوار سے پاک تھی اور اسکا

مرکز ومحور صرف اسلامی تعلیمات اوراحکامات تھے۔خوارج کے شعراء دوسرے شعراء کی طرح مدح سرائی اور ہجوگوئی کے بجائے اسلامی موضوعات اور تعلیمات کو اختیار کرتے تھے.خوارج کے شعراء میں قطری بن فجاءۃ اور عمران بن حطان زیادہ مشہور ہیں.غزلیہ شاعری کی نشوونما جس بہترین انداز میں حجاز کی سرزمین میں ہوئی،اس انداز میں سرزمین عراق میں نہیں ہوئی.

قطری بن فجاءۃ کے اشعار کا نمونہ:

اقول لھا وقد طارت شعاعا۔من الابطال ویحک لن تراعی

فانک لوسالت بقاء یوم۔علی الأجل الذی لک لم تطاعی

فصبرا فی مجال الموت صبرا۔فما نیل الخلود بمستطاع

ولاثوب البقاء بثوب عز۔فیطوی عن أخی الذل الیراع

سبیل الموت غایۃ کل حی۔فداعیہ لأھل الارض داع

ومن لایعتبط یسأم ویھرم۔وتسلمہ المنون الی انقطاع

ومالِلمرء خیر فی حیاۃ۔اذا ماعد من سقط المتاع

4.4.2 شام:

دوراموی میں شام ادبی اور شعری سرگرمیوں کا ایک اہم مرکز شمار ہوتا تھا۔چونکہ شام کا علاقہ بنوامیہ کے زیرنگیں رہا اسی لئے وہ وفاداروں اور حاشیہ برداروں کے مرکز میں شمار ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ آپسی چپقلشوں اور سیاسی ہنگاموں سے محفوظ رہا. یہاں کی شاعری میں نہ حجاز کی طرح لہوولعب اور نہ ہی عراق کی طرح مختلف سیاسی اور مذہبی اختلافات کے موضوعات پائے جاتے ہیں بلکہ شامی شعر کی سب سے اہم خصوصیت مدح سرائی تھی،اور یہ بات فطری بھی تھی کیونکہ دمشق بنوامیہ کا پایہ تخت تھا اور شعراء مدحیہ کلام پیش کرنے کیلئے دور دراز کے سفر کی مشقتوں کو برداشت کرکے آتے تھے جس کے صلہ میں امراء بھی داد ودہش سے انھیں مالا مال کرتے تھے۔امراء اور حکمرانوں کے درباروں میں جو شعری نشستیں منعقد ہوا کرتی تھیں وہ شعروادب کے لحاظ سے بہت اہم ہوا کرتی تھیں اس لئے کے امراء خود شعروادب کے اداشناس اور بیان وبلاغت کے رمزشناس ہوتے تھے۔ان کی تعلیم اور تربیت میں خاص طور سے اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ عربی زبان وشعر جو ان کا قومی اثاثہ تھا ان پر انھیں قدرت حاصل ہو اسی لئے عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کی تعلیم کیلئے امراء اپنی اولادوں کو قبائل میں بھیجتے تھے،عبدالملک بن مروان نے اپنی اولاد کے اتالیق سے کہا کہ ان کو شعر کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ اہل کمال بن سکیں.

بنوامیہ کے امراء چونکہ وہ اہل زبان تھے اسی لئے مدحیہ قصائد پر ان کے حسن اور خوبی کے پیش نظر شعراء کو داد ودہش سے نوازتے تھے یا پھر سیاسی اغراض اور مقاصد کیلئے تاکہ یہ شعراء ان کی جودوسخا اور حسن معاملت کو عوام الناس میں عام کرکے حکومت کے تئیں عوام کے افکار اور جذبات کو مائل کریں.اسی لئے شام کے امراء کے محلات جہاں سیاسی سرگرمیوں کا مرکز تھے وہیں ادبی اور شعری سرگرمیوں کے بھی اہم مرکز کے طور پر جانے جاتے تھے.عدی بن رقاع، یزید بن عبدالملک اور ولید بن یزید کا شمار شام کے اہم شعراء میں ہوتا ہے.

4.4.3 حجاز:

اہل حجاز جوطبعی طور پر خوش مزاج ،نزاکت احساس ،عیش وآرام کھیل کود اور دیگر تفریحی مشاغل سے مانوس تھے،اموی حکمرانوں نے سیاسی مصلحتوں کے تحت انھیں عیش وآرام کے وسائل مہیا کر کے عیش کوشی کا خوگر بنا دیا تھا،لہو ولعب کے صحراء میں اہل حجاز اس قدر سرگرداں تھے کہ حجاز اس زمانہ کے مشہور گانے والوں کا مرکز بنا ہوا تھا جن میں :ابن سریج ،غریض ،معبد ،حنین ،ابن محرز ،جمیلہ ،نشیط ،ہ وغیرہ شامل ہیں.

حجاز دور اموی کے شعری مراکز میں ایک منفرد اور ممتاز مقام کا حامل تھا۔حجاز بیک وقت دو متناقض مظاہر کا اہم مرکز تھا ،جہاں مذہبی اور دینی اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے لوگ دور دراز کے علاقوں سے رخت سفر باندھکر قرآن کریم ،حدیث شریف اور فقہ اسلامی کی دولت سے مالا مال ہوتے تھے وہیں پر حجاز لہو ولعب اور لغویات کا بھی ایک اہم مرکز شمار ہوتا تھا۔حجاز کے ادب اور شاعری میں عورتوں کے ساتھ کھیل کود اور ان کے محاسن کا ذکر ہی ان کی خصوصیت تھی اور ان کی شاعری کا بیشتر حصہ غزل پر مشتمل ہوتا تھا جس کا اہم سبب یہ تھا کہ شام بنوامیہ کا پایہ تخت تھا اور عراق مخالفین کا اہم مرکز ،اس طرح یہ دونوں مقامات سکون اور فراغ کے بجائے سیاست کے اہم مراکز تھے جبکہ حجاز ایک پر سکون اور سیاسی چپقلشوں سے دور ایک سازگار جگہ تھی جہاں عربی شاعری اور بطور خاص غزل نے ترقی کے بے شمار منازل طئے کئے ہے .حجاز کی سرزمین میں شعر وشاعری کو اس وقت زیادہ عروج اور فروغ حاصل ہوا جب اس معاشرہ میں مال ودولت کی فراوانی نے وہاں کے لوگوں کی زندگی بدل دی خاص طور سے عہد اموی میں جب حکومت کا دار السلطنت حجاز سے باہر شام میں قائم ہوا تو لوگ تبرکا مقدس سرزمین سمجھ کر مال ودولت حجاز بھیجنے لگے۔دوسری سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اموی حکمرانوں نے سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے اہل حجاز کو خلافت اور حکومت سے غافل رکھنے اور حکومت کے معاملات سے دور رکھنے کی غرض سے ان میں مال ودولت اور ہر طرح کی عیش کوشی کے سامان مہیا کر دیئے اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں عیش وتنعم داخل ہو گیا۔اونچے محلات اور خوبصورت باغات میں لہو ولعب کی مجلسیں قائم ہونے لگیں ،اس میں نغمہ وسرور کی محفلیں جمنے لگیں ،غیر ممالک سے جو خواتین کنیز کی صورت میں آئیں تھیں وہ بھی بے پردہ ان میں شریک ہونے لگیں ،الفت ومحبت نے اظہار جذبات پر مجبور کر دیا اور حسن وعشق کے اس ماحول نے شاعری کو پاکیزہ اور خوبصورت غزل سے ایسا مالا مال کر دیا کہ عربی شاعری کا وہ حصہ طرہ امتیاز بن گیا.

حجاز کے اہم شعراء میں عمر بن ابی ربیعہ ،جمیل بن معمر ،کثیر بن عبد الرحمٰن ،احوص اور نصیب کے علاوہ دوسرے شعراء بھی شامل ہیں.

4.5 شعر اموی کے اغراض:

دور اموی میں شعراء نے کثیر اغراض ومقاصد کیلئے طبع آزمائی کی اور عمدہ کلام پیش کیا ہے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

4.5.1 مدح سرائی:

اگر چہ اموی دور سے قبل اسلامی شاعری میں خالص مدح سرائی کو پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن دور اموی میں حضرت امیر معاویہ نے مشروط اجازت دی تھی لیکن رفتہ رفتہ شعراء نے دنیاوی مفاد اور اغراض کے حصول کیلئے امراء کی مدح سرائی مبالغہ آرائی کے ساتھ کرنے لگے.

حضرت عمر بن عبد العزیز کی مدح میں کثیر عزۃ کے اشعار:

ولیت فلم تشتم علیا ولم تخف ۔ ولیا ولم تقبل اشارۃ مجرم

وصدقت بالفعل المقال مع الذی ۔ أتیت فأمسی راضیا کل مسلم

فما بین شرق الارض والغرب کلھا ۔ منادینادی من فصیح وأعجم

یقول امیر المؤمنین ظلمتنی ۔ بآخذ لدینار ولا أخذ درھم

ولو یستطیع المسلمون لقسموا ۔ لک الشطر من اعمارھم غیر ندم

4.5.2 ہجو گوئی:

دور اموی میں شاعری کی اس صنف نے بھی بہت ترقی کی اور اسے سیاسی، ذاتی، قبائلی اور دینی اغراض کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔

اخطل کے ہجو یہ اشعار جریر کے قبیلہ کلیب کے بارے میں:

مازال فینا رباط الخیل معلمۃ ۔ وفی کلیب رباط الذل والعار

النازلین بدار الذل ان نزلوا ۔ وتستبیح کلیب حرمۃ الجار

والظاعنین علی اھواء نسوتھم ۔ وما لھم من قدیم غیر اعیار

بمعرض اومعید اَو بنی الخطفی ۔ ترجو جریر مساماتی واخطاری

قوم اذا استنبح الاضیاف کلبھم ۔ قالوا لامھم بولی علی النار

فخر: اس دور کے شعراء زمانہ جاہلیت کے کارناموں کو فخریہ اشعار میں ذکر کرنے لگے۔ نیز دور جاہلیت کی عصبیت کو دوبارہ زندہ کر کے اس کے ذریعہ داد و دہش اور کرم نوازیوں کے واقعات بھی سنانے لگے۔ اس دور میں اگر چہ فخر ومباہات میں مبالغہ آرائی اور ناپسندیدہ امور پر عمل کیا جانے لگا لیکن اسکا ایک مثبت پہلو یہ بھی رہا کہ اس کے ذریعہ اس دور کی تاریخ اشعار کی شکل میں محفوظ ہوگئی۔

جریر کے فخریہ اشعار:

ان الذی حرم المکارم تغلبا ۔ جعل الخلافۃ والنبوۃ فینا

مضر ابی وابو الملوک فھل لکم ۔ یا خرز تغلب من اب کابینا

ھذا ابن عمی فی دمشق خلیفۃ ۔ لوشئت ساقکم الی قطینا

4.5.3 شعر سیاسی:

شعر سیاسی عربی شاعری کی ایک ایسی اہم صنف ہے جسے دور اموی میں امراء بنو امیہ کی سرپرستی میں پروان چڑھنے کا موقعہ ملا۔ بنوامیہ نے اپنے خلاف چلنے والی تیز وتند آندھیوں کا مقابلہ جہاں مال وزر، جاہ منصب سے کیا وہیں دوسری طرف شعراء کو داد و دہش اور انعام واکرام کے ذریعہ استعمال کیا جس کے نتیجہ میں عربی زبان میں شعر سیاسی کا وجود ہوا۔ اس دور میں بنوامیہ کے علاوہ دوسری جماعتوں کے موافق شعراء بھی کثرت سے پائے جانے لگے مثلا بنوہاشم، زبیریہ، خوارج وغیرہ۔ جریر، فرزدق اور اخطل بنوامیہ کیلئے شعر گوئی کرتے تھے۔ کمیت بن

زید بنو ہاشم کی مدح سرائی کرتا تھا۔عبداللہ بن قیس ابتداء میں زبیریہ کیلئے بعدازاں بنوامیہ کی تایید میں شعر کہتا تھا.جبکہ قطری بن فجاءۃ ،عمران بن حطان اورطرماح بن حکیم خوارج کے شعراء شمار ہوتے تھے.

بنو ہاشم کی مدح میں کمیت بن زید کے اشعار:

طربت وما الی البیض اطرب ۔ولا لعبا منی، وذوالشیب یلعب

ولم تلھنی دارولا رسم منزل ۔ولم یتطربنی بنان مخضب

ولکن الی أھل الفضائل والتقی ۔وخیر بنی حواء، والخیر یطلب

الی النفر البیض الذین بحبھم ۔الی اللہ فیما نالنی أتقرب

بنی ھاشم رھط النبی فانی۔بھم ولھم ارضی مرارا وأغضب

خفضت لھم منی جناحی مودۃ۔ الی کنف عطفاہ أھل ومرحب

بأی کتاب ام بأی سنۃ ۔تری حبھم علی عارا وتحسب

فمالی الا آل أحمد شیعۃ ۔ومالی الا مذھب الحق مذھب

یعیبوننی من غیھم وضلالھم ۔علی حبکم بل یسخرون وأعجب

فطائفۃ قد کفرتنی بحبکم ۔وطائفۃ قالوا:مسیء ومذنب

عبداللہ بن قیس کے اشعار کا نمونہ جو مصعب بن زبیر کے مدح میں کہے گئے ہیں:

حبذا العیش حین قومی جمیع ۔لم تفرق امورھا الأھواء

قبل ان تطمع القبائل فی ملک ۔قریش وتشمت الاعداء

ایھا المشتھی فناء قریش ۔بیداللہ عمرھا والبقاء

ان تودع من البلاد قریش ۔لا یکن بعدھا لحی بقاء

انما مصعب شھاب من اللہ۔تجلت عن وجھہ الظلماء

ملکہ ملک قوۃ لیس فیہ۔ جبروت ولا بہ کبریاء

کیف نومی علی الفراش ولما۔تشمل الشام غارۃ شعواء

تذھل الشیخ عن بنیہ وتبدی۔عن براھا العقیلۃ العذراء

4.5.4 غزل:

شعری قصیدوں میں غزل صرف ابتداء بطور تمہید میں استعمال ہوتی تھی لیکن دوراموی میں غزل ایک مستقل صنف کی شکل اختیار کرگئی اور غزل میں مکمل قصیدے پیش کئے جانے لگے اوراس کی دواہم قسمیں وجود میں آئیں.

4.5.5 غزل صریح /عمری /اباحی:

صریح غزل کی وہ صنف ہے جسمیں شاعر دل لگی، دل بستگی کے مناظر اور محبت ونسوانی حسن کے مشاعر کو بغیر شرم وحیاء کے پیش کرتا تھا اور یہ صنف حجاز کے اہل ثروت انصار اور مہاجرین کے درمیان نشو ونما ہونے لگی. اس صنف کا مشہور شاعر عمر بن ابی ربیعہ قریشی تھا جو علانیہ طور پر جھوٹے قصوں میں تشبیب کیا کرتا تھا عمر بن ابی ربیعہ نے غزل میں زبان وبیان، وصف ومنظر کشی، مکالمہ ومعاملہ بندی اور حدیث دیدہ ودل کا ایسا اچھوتا، دلنشین اور سحر آگیں انداز ایجاد کیا تھا جو معاشرہ کے تمام افراد کے زبان پر یکساں طور پر جاری تھا اور جسے سن کر ہر کوئی مدہوش اور سرشار ہو جاتا تھا۔ اور جب اس سحر آمیز کلام کو فرزدق جیسے قادر الکلام اور جادو بیاں شاعر نے سنا تو بے ساختہ بول پڑا'' خدا کی قسم یہی وہ باتیں تھیں جنھیں درحقیقت شعراء کہنا چاہتے تھے، لیکن بھٹک کر دیار حبیب پر رونے لگے'' اور تقریبا یہی بات اس کے معاصر اور حریف شاعر جریر نے بھی کہی تھی۔ نیز راگ ورنگ اور نغمہ وآہنگ نے غزل صریح کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی بازگشت دوسرے شہروں میں بھی سنائی دینے لگی.

حجاز چونکہ مذہبی اور سیاسی اعتبار سے بہت ذیادہ اہمیت کا حامل تھا اسی لئے وہاں مال ودولت کی فراوانی تھی، مزید برآں وہاں ملک شام، مصر، روم اور فارس کے غلاموں اور باندیوں کی بھی خاصی تعداد بھی پائی جاتی تھی جس کی وجہ سے حجاز میں نئی تہذیب اور لہو ولعب کا عنصر زیادہ پایا جانے لگا.

4.5.6 غزل عفیف /عذری:

غزل کی یہ صنف حجاز کے مشہور قبیلہ بنو عذرہ جو ایک قحطانی قبیلہ ہے اور صفائی محبت، پاکدامنی اور اخلاق فاضلہ میں پورے نجد وحجاز میں مشہور تھا جہاں کے باشندے بدوی خصوصیات پر نازاں اور اپنے رسم ورواج کو سینے سے لگائے ہوتے تھے، میں پروان چڑھی۔ بعدازاں قبیلہ بنو عامر نے بھی اس صنف کی شاعری میں حصہ لیا ہے۔ اس صنف کے شعراء فحش اور کذب سے احتراز کرتے تھے اور غیر حقیقی محبت کو پیش کرنے سے احتراز کرتے تھے۔

اور عاشق شعراء اپنی محبتوں کا اظہار قصائد اور اشعار کے ذریعہ عورتوں کے محاسن کو ذکر کئے بغیر پاک وصاف انداز میں کیا کرتے تھے۔

ان کے الفاظ ثقل وگرانی کے باوجود بڑے سبک اور حسین اور معانی ومطالب سیدھے سادھے اور ابتذال وفحشیات سے پاک وصاف ہوتے تھے، نیز کلام میں ایسا مؤثر اسلوب اختیار کیا جاتا کہ پڑھنے والا بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ علاوہ ازیں نغمگی اور موسیقی نے بھی ان کے کلام کو چار چاند لگا دیے. غزل عذری میں جمیل بن معمر اور بثینہ، کثیر بن عبد الرحمٰن اور عزہ، قیس بن ملوح اور لیلی، توبۃ بن حمیر اور لیلی اخیلیہ، قیس بن ذریح اور لبنی کی حقیقی محبت کے واقعات بہت مشہور ہیں.

غزل عذری کے ارتقاء میں معاشرتی عوامل کا بھی نہایت اہم رول رہا ہے کیونکہ عرب کا وہ ایسا معاشرہ تھا جو اپنی غیرت کیلئے شہرت رکھتا تھا۔ اگر کوئی شاعر کسی دوشیزہ کو شعر میں ذکر کرتا تو اس کے اہل خاندان اس سے شادی ہرگز نہیں کرتے تھے اور اس زمانہ میں حاسدین، ملامت کرنے والوں اور چغل خوروں کی کثرت سے اکثر شعراء کے حصہ میں محرومی آتی تھی جس کی وجہ سے ان کی محبت میں اور شدت پیدا

ہوجاتی تھی قبیلہ بنوعذرہ چونکہ شہری زندگی سے دوراوراسکے اثرات سے محفوظ رہااسی لئے بھی وہاں کے شعراء کے عفت اور پاکدامنی کا عنصر زیادہ غالب رہا۔علاوہ ازیں قبیلہ بنوعذرہ دوراموی میں تمام سیاسی اور عسکری سرگرمیوں سے بھی کافی دور رہاہےاس لئے اس فراغت نے بھی غزل کی نشوونما میں اہم کردارادا کیاہے .نیز عشاق کی آپسی قرابت داری بھی غزل عفیف کی ترقی کا اہم عنصر رہاہے.

غزل عذری جس میں شاعرفحش اوریاوہ گوئی کے بجائے عفت اور پاکدامنی کا پہلوزیادہ اجاگر کرتا تھا جوکہ محرومی،شدت جذبات اوردینی جذبات کا صلہ تھا۔شعرکی اس صنف میں محبوبہ کی نسوانی خوبصورتی کے بجائے عاشق کی ذات اوراسکے جذبات زیادہ غالب رہتے تھے۔اس صنف کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی شمارکی جاتی ہے کہ شعراءحقیقی واقعات اورتجربوں کوہی ذکر کرتے تھےاور جھوٹ اورغیرحقیقی واقعات سے اجتناب کرتے تھے.علاوہ ازیں اس صنف کے شعراءمحبت میں کثرت کے بجائے وحدت میں یقین رکھتے تھےاسی لئےان کی زندگیوں اور قصیدوں میں عام طور پرصرف ایک ہی محبوبہ کا ذکرملتاہےاسی لئےان کی محبتوں میں دوام اوراستقرار بھی پایاجاتاہے.اس صنف کے شعراء کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنے جذبات اورمحبتوں کے اظہارکیلئے فطری آسان اورسہل زبان استعمال کرتے تھے.

جمیل بن معمر کے غزلیہ اشعار کانمونہ:

ألا لیت ریعان الشباب جدید۔ودھرا تولی یابثین یعود

ویالیت شعری ھل أبیتن لیلۃ۔بوادی القری انی اذن لسعید

وھل ألقین فردابثینۃ مرۃ۔تجودلنا من ودھا ونجود

فقد تلتقی الحاجات من بعدیأسۃ۔وقد تطلب الحاجات وھی بعید

علقت الھوی منھا ولیدافلم یزل۔الی الیوم ینمی حبھا ویزید

وأفنیت عمری فی انتظار نوالھا۔وأبلیت فیھا الدھر وھو جدید

فما ذکرالاحباب الا ذکرتھا۔ولا البخل الاقلت سوف تجود

اذاقلت مابی یابثینۃ قاتلی۔من الحب قالت: ثابت ویزید

وان قلت ردی بعض عقلی أعش بہ۔مع الناس قالت: ذاک منک بعید

فماأنامردود بماجئت طالبا۔ولاحبھا فیمایبید یبید

4.6 نقائض:

دوراموی میں وجود میں آنے والی ایک نئی شعری صنف کو''نقیضۃ'' کہتے ہیں اوراس کی جمع''نقائض'' ہے۔اس صنف میں شاعر جب کسی خاص بحراورقافیہ میں قصیدہ پیش کرتاہےتومدمقابل کا شاعراس قصیدہ کا جواب اسی بحراورقافیہ میں اس طرح دیتاہے کہ مخالف شاعر کے معانی ومطالب کوالٹ کراسی کے خلاف استعمال کرتاہے۔اسی لئے اس صنف میں شعراء جھوٹ،تہمت تراشی،افتراپردازی،فحاشی ودیگر غیراخلاقی امور سے بھی اجتناب نہیں کرتے تھے۔نقائض کے اہم شعراء جریر،فرزدق اوراخطل ہیں.

4.6.1 نقائض کی ابتداء:

نقائض درحقیقت زمانہ جاہلی سے چلی آ رہی ہجو گوئی کی ہی ایک زیادہ واضح تصویر اور معانی ومطالب کے اعتبار سے ایک اور متنوع شکل ہے۔ نقائض کی ابتداء دور اموی میں ہوئی، اس زمانہ میں ہجو کی اس شکل میں بڑی گندگی اور ابتذال پیدا ہو گیا۔ حاکم وقت بجائے اس کو روکنے کے ایسے شاعروں کی پیٹھ ٹھوکتا تھا اور انعام واکرام اور داد ودہش سے نواز کر اپنے درباری حلقہ میں شامل کر کے اپنی حکومت اور اپنے خاندان اور اس کے کارہائے نمایاں کا ذکر ان شاعروں کے ذریعہ کراتا تھا اور اس طرح خلافت کے دعوؤں کو حق بجانب اور اپنی حیثیت کو مضبوط کرتا تھا.

دور اموی میں نقائض کی ابتدائی صورت جریر اور غسان سلیطی کے درمیان ہوئی شعری جھڑپ ہے جس میں جریر کو اپنے مخالف شاعر پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ غسان سلیطی کی مدد کیلئے فرزدق کی قوم کا ایک شاعر جسکا نام بعیث تھا جریر کی ہجو کرتا ہے، جس کے جواب میں جریر بعیث اور اسکے قبیلہ کی عورتوں کی ہجو کرتا ہے. معاملہ طول پکڑتا ہے اور بنومجاشع کی عورتیں فرزدق کے پاس آ کر مدد طلب کرتی ہیں، اس طرح فرزدق اس باہمی منافرت کا حصہ بن جاتا ہے اور ادب میں ایک نئی صنف نقائض اور باہمی ہجو گوئی کا ایک زوردار مقابلہ کا آغاز ہوتا ہے. اخطل نے فرزدق کو جریر پر ترجیح دی اور اس کو برتر وافضل بتایا جس کی وجہ سے جریر نے اخطل کی بھی ہجو کی۔ جریر اور فرزدق کے معاملہ میں لوگوں کے دو جماعتیں بن گئیں، ایک جماعت اور گروہ جریر کی تائید کرتا اور دوسری جماعت فرزدق کی حمایت کرتی تھی۔ ان دونوں شاعروں کے معاملہ میں لوگوں کی دلچسپی اور اہتمام نیز ان کی شاعری کے متعلق فیصلہ کرنے میں اختلاف پر اس سے زیادہ کوئی چیز بھی دلالت نہیں کرسکتی کہ دو بالمقابل لشکر تھوڑی دیر کیلئے لڑنا بند کر کے اس بات کی خواہش کرنے لگیں کہ خارجی ادیبوں میں سے ایک ان دو مہلب کے آدمیوں میں فیصلہ کر دے جو جریر اور فرزدق کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ ابن سلام نے کے لکھا ہے کہ مہلب کے لشکر کے دو آدمی جریر اور فرزدق کے بارے میں جھگڑنے لگے حالانکہ فرزدق خوارج کے بالمقابل تھا۔ جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے اپنی جان بچانے کیلئے کہا کہ میں ان دونوں کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، البتہ تمہیں ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو ان دونوں کی ناراضگی کو بآسانی برداشت کریگا یعنی ''عبید بن ہلال'' جو اس دن قطری بن فجاءۃ کے لشکر میں تھا۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اسے آواز دی۔ وہ اس خیال سے کہ کوئی اس مقابلہ کے لئے بلا رہا ہے نیزہ گھسیٹتے ہوئے نکلا، جب قریب پہونچا تو دونوں نے دریافت کیا: ''فرزدق زیادہ بڑا شاعر ہے یا جریر''؟ اس نے کہا: ''تم پر اور ان دونوں پر خدا کی لعنت ہو''. ان دونوں کے کہا: ''ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے سوال کا جواب دے دیں پھر ہم ادھر چلے جائینگے جدھر آپ چاہتے ہیں''. اس نے کہا بڑا شاعر وہ ہے جو کہتا ہے: وطوی القیاد مع الطراد بطونھا۔ طی التجار بحضر موت برودا. انہوں نے کہا یہ تو جریر کا شعر ہے، اس نے کہا: ''بس تو وہی ان دونوں میں بڑا شاعر ہے''. اغانی میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک شخص نے چار ہزار درہم اور ایک گھوڑا اس شخص کو پیش کر دیا جس نے جریر پر فرزدق کو ترجیح دی تھی.

نقائض کی علمی، ادبی، سیاسی اور سماجی حیثیتوں پر ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی نے مفصل روشنی ڈالی ہے.

نقائض کی قدر وقیمت:

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا،نقیضہ گوئی کوئی بالکل نئی چیز نہ تھی، بلکہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کا وجود تھا۔لیکن اموی دور میں سیاسی و مذہبی حالات اور ہر طرح کی گروہ بندیوں نے اس میں قبائلی حمیت اور خاندانی و عربی تعصب کو بھی داخل کر دیا، چنانچہ ان کے اثرات پوری طرح نقیضہ گوئی میں نمایاں رہے۔اس صورتحال سے جہاں ان گروہوں اور جماعتوں نے سیاسی فائدے حاصل کئے وہاں عربی ادب کو بھی بہت فائدہ پہنچا اور اس طرح اس نقیضہ گوئی سے جس نے اس زمانے میں گھناؤنی شکل اختیار کرلی تھی مختلف حیثیتوں سے بالواسطہ طریقے پر زبان وادب کو بھی بہت فائدہ پہنچایا اور اس کی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی، جس کی تفصیل یہ ہے:

4.6.2 سیاسی حیثیت:

نقیضہ کی قدر و قیمت سیاسی حیثیت سے یوں بڑھ گئی کہ نقیضہ گو شعراء امویوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان خلافت کے استحقاق اور عدم استحقاق پر چھڑی جنگ کا نقشہ کھینچ کر ملت اسلامیہ کے دل و دماغ کو موافقت یا مخالفت کے لئے تیار کرتے تھے، اور اگرچہ آخر میں امویوں کو فتح ہوئی اور ان کے مخالف افراد اور جماعتیں یکے بعد دیگرے ختم ہوتی گئیں یا ان کی قدر و قیمت کمزور ہوتی گئی، مگر اس احساس شکست نے قبائلی تعصب کی شکل اختیار کرلی، جو باوجود اسلام کے منع کرنے کے ابھر کر نئے سرے سے سامنے آگئی۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قبیلہ قیس کے افراد، جنھوں نے خلافت کی جنگ میں عبداللہ بن زبیر کا ساتھ دیا تھا، یمنیوں کی جنھوں نے بنوامیہ کا ساتھ دیا تھا، محض قبائلی تعصب کی بناء پر ہر معاملہ میں مخالفت کرتے تھے۔اور یہی وطیرہ شعراء کا بھی تھا مگر ایک بات ضرور تھی وہ یہ کہ اکثر شعراء باوجود قبائلی تعصب رکھنے کے، عام عربوں کی عظمت اور عربی قومیت کی اہمیت اور اسلامی فتوحات کی روز افزوں وسعت اور خاص طور سے مشرقی علاقوں جیسے ایران، ہندوستان اور چین کی فتوحات کا ذکر اور ان پر فخر کرنے میں بھی اپنا پورا زور قلم صرف کردیتے تھے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ اکثر شعراء عقیدہ کے اعتبار سے نہ اموی تھے نہ علوی اور نہ زبیری، وہ تو اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر پیسہ کمانا اور اپنی حیثیت بنانا چاہتے تھے، اس لئے موقع ملتے ہی چولے بدلتے رہتے تھے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کل تک جو شعراء زبیریوں کے ساتھ تھے ان کے ہارنے کے بعد امویوں کے دھڑے میں شامل ہوگئے، اور اس میں بڑے سے بڑا شاعر شریک تھا، چنانچہ فرزدق جیسا عظیم شاعر جو شروع میں علوی تھا آخر میں امویوں کا قصیدہ خواں ہوگیا۔اسی طرح جو بہت غالی عیسائی تھا محض مالی منفعت کی خاطر اموی خلفاء کی جو بہر حال اس کے عقیدہ کے خلاف مسلمان تھے، دل کھول کر تعریف کرتا تھا اور اس تعریف میں اصطلاحات اور تعبیرات سب اسلامی استعمال کرتا تھا، دو ایک شعراء البتہ ایسے تھے جنھوں نے اپنی ریت نہیں بدلی، ان میں قابل ذکر الکمیت ہے جو آل بیت کا بہت بڑا مداح اور غالی شیعہ تھا اس نے ان کی شان میں بہت ہی خوبصورت مدحیہ قصیدے کہے جو عربی ادب میں ''ہاشمیات الکمیت'' کے نام سے مشہور ہیں۔مگر روایت ہے کہ آخر میں حالات نے اس کو بھی مجبور کر کے بنوامیہ کا مدح خواں بنا دیا، البتہ عمر بن ابی ربیعہ وہ تنہا شاعر ہے جس نے نہ کسی کی مدح کی اور نہ نقیضہ گوئی میں شریک ہوا.

4.6.3 سماجی حیثیت:

اگر ہم اموی دور کی شاعری پر گہری نظر ڈالیں تو جیسا کہ اشارہ کیا گیا، اس پر بدوی زندگی اور اس کے معتقدات اور رسم و رواج کی گہری

چھاپ نظر آئے گی۔ چنانچہ اس میں حسب ونسب پر فخر کے علاوہ عربوں کی زمانہ جاہلی کی جنگوں کا ذکر اور ثار یعنی خون کا بدلہ خون جیسی ریت کا ذکر بالکل جاہلی انداز میں ملے گا، چنانچہ نقیضہ گو شعراء مدنی یا شہرانی زندگی کو قومی نظر سے بری اور اپنی شان سے گری ہوئی زندگی سمجھتے تھے۔ اخطل نے عیسائی ہونے کے باوجود انصاریوں کی ہجو کی تو ان کے پیشہ کھیتی باڑی پر انھیں عار دلایا. جریر آخر عمر تک بنو مجاشع کی جو پیشہ میں لوہار تھے، اس پیشہ کی وجہ سے ہجو کرتا رہا یہ اس لئے کہ لوہاری، بڑھئی گیری، کھیتی کسانی اور دوسرے تمام پیشے عرب بدویوں کی نگاہ میں حقیر پیشے تھے، جو غلام کرتے تھے آزاد عرب نہیں.

اس زمانے میں بھی صدر اسلام کی طرح اسلامی الفاظ اور اسلامی آراء و افکار کو شعرائے نقائض نے استعمال کیا، چنانچہ نہ صرف جریر، فرزدق اور دوسرے مسلمان شعراء کے نقائض میں نماز، روزہ اور حج کا ذکر اور قرآن شریف کی آیات یا ان کی طرف کھلے اشارے ملتے ہیں بلکہ اخطل جیسے عیسائی شاعر کے کلام میں بھی، جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا کم از کم اسلامی افکار و آراء صاف اور کھلے الفاظ میں ملتے ہیں، جیسے:

نفسی الفداء امیر المؤمنین اذا	ابدی النواجذ یوم عارم ذکرہ
الخائض الغمر ، والمیمون طائرہ	خلیفۃ اللہ یستسقی بہ المطر

یعنی امیر المؤمنین پر گھمسان کی جنگ کے موقعہ پر قربان ہو جاؤں، جو اتنے بہادر ہیں کہ بے مہابا معرکہ میں گھس پڑتے ہیں، جو بڑی تقدیر والے ہیں، اور اللہ کے ایسے خلیفہ ہیں کہ بارش ان سے سیراب ہوتی ہے.

اس میں امیر المؤمنین، خلیفۃ اللہ جیسے الفاظ اور ترکیبیں بالکل اسلامی فکر اور اعتقاد پر مبنی ہیں.

4.6.4 لغوی اور ادبی حیثیت:

اسلوب بیان اور الفاظ کی سج دھج کے نقطۂ نظر سے اگر نقیضہ پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ ان شعراء نے ایسا اسلوب بیان کیا ہے جس میں موقع محل کے اعتبار سے ایسے خوب صورت موزوں اور منتخب الفاظ استعمال کئے ہیں، جن کے ذریعہ معانی و مطالب کھل کر واضح شکل میں سامنے آجاتے ہیں اور کسی قسم کی لفظی یا معنوی تعقید یا ابہام نہیں رہ جاتا اور خاص و عام نہ صرف اس سے لطف لیتا ہے بلکہ اس انداز بیان کی داد دیتا ہے اور اس طرح انھوں نے زبان کی صفائی اور پاکیزگی اور اثر اندازی کو پوری طرح نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس جلا بخشی.

اس زمانے میں جب کہ اعاجم کی وجہ (غیر عرب لوگ) سے عربی زبان و بیان میں عجمی الفاظ اور غیر عربی تعبیرات آنے لگیں تھیں، شعرائے نقائض اور خاص طور سے فرزدق نے اس کا اہتمام رکھا کہ خالص عربی الفاظ اور خالص عربی تعبیرات استعمال کرے اور قدیم اسلوب اور مروج و مقبول طرز ادا کو محفوظ رکھے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اگر فرزدق نہ ہوتا تو ایک تہائی اور بعض کے قول کے مطابق دو تہائی زبان ختم ہو جاتی ہے اسطرح ان شعراء نے الفاظ کے معانی و مطالب ان کی موزوں جگہ پر استعمال اور ان کی شان و شوکت کے محفوظ رکھ کر عربی زبان کو بگڑنے سے بچا لیا.

جیسا کہ اوپر کہیں اشارہ کیا گیا ہے نقائض کے سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ کہ نقائض نے شعر و ادب میں ایک نئے صنف سخن کا اضافہ کیا، جو اب تک عربی شاعری میں اتنی وضاحت اور مؤثر طریقے سے نہیں ابھرا تھا اور وہ ہے ''سیاسی شاعری''.

نابغہ الذبیانی کے کلام میں ملوک حیرہ وغسان کے سلسلہ میں کچھ سیاسی رنگ کی شاعری ملتی ہے مگر اس زمانے میں شعرائے نقائض نے اس رنگ کو اتنا نکھارا اور عوام وخواص نے اس کو اتنا پسند کیا کہ آگے چل کر اس نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی جس میں بہت سے نامی گرامی شعراء ابھر کر سامنے آئے جنھوں نے زبان وبیان کر ترقی دینے میں بڑا اہم رول ادا کیا اور اس میں قدیم رنگ کو برقرار رکھتے ہوئے جدید آراء وافکار اور خیالات وجذبات کو نئے حالات میں نئے رنگ اور نئے ڈھنگ سے اسے طرح پیش کیا کہ خالص عربی زبان وبیان کی بالا دستی اور اس کا وقار اور اس کی جاذبیت واثر اندازی بدستور قائم رہی۔ یہ صنف شاعری جس کو ہم نے ''سیاسی شاعری'' کا نام دیا ہے، بڑی شاندار اور جاندار رہے اس میں بہت سے نامور شعراء پیدا ہوئے ہیں جن میں ممتاز اخطل ،فرزدق اور جریر تھے.

نقائض کے تین سب سے اہم اور باکمال اور قادر الکلام شعراء ہیں: جریر، فرزدق اور اخطل۔ لیکن نقادوں میں اس بات پر اختلاف تھا کہ ان میں سے کون کس سے بڑا شاعر ہے، چنانچہ ہر ایک اپنے پسندیدہ شاعر کو بڑھاتا تھا اس لئے اعتدال پسند نقادوں نے رائے دی ہے کہ ''اگر بہترین غزل، حسین تشبیب ،خوبصورت الفاظ، سبک اسلوب اور مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کرنے کے نقطۂ نظر سے تینوں کے کلام پر نظر ڈالی جائے تو جریر کو سب پر فوقیت حاصل ہوگی'' اور''اگر بہترین فخر، بھاری بھرکم الفاظ، دقیق اسلوب بیان، پرشکوہ اور گمبھیر اشعار اور گہرے معانی ومطالب کے اعتبار سے نظر ڈالی جائے تو فرزدق ان میں سب سے بڑا شاعر نظر آئیگا''۔ اور ''جس کو فصاحت وبلاغت اور ہجو ومدح میں کمال کے ساتھ ،شراب وکباب اور یاران مے کدہ کا وصف زیادہ پسندیدہ ہو اسے اخطل کے کلام میں زیادہ لطف آئیگا''.

علاوہ ازیں اگر تینوں شعراء کے اسالیب بیان کو سامنے رکھ کر مطالعہ کریں تو بقول شوقی ضیف ہمیں نظر آئیگا کہ اخطل کی ساری توجہ الفاظ کی سج دھج اور ان کی ترتیب وتنقیح پر مرکوز رہتی ہیا ور اس طرح وہ زمانہ جاہلیت کے شاعر زہیر بن ابی سلمی کے مکتب فکر کا آدمی دکھائی دیتا ہے۔ اسکے برخلاف فرزدق الفاظ کے بناؤ سنگھار پر زیادہ زور نہیں دیتا، بلکہ اکثر غیر روایتی انداز کے ساتھ گراوٹ اور ابتذال پر اتر آتا ہے، اور نتیجہ ہے خود اسکی طبیعت کی سختی، خشکی، اکڑپن اور رعونت وبد دماغی کا۔ مگر اسکے ساتھ شعر کی پرکھ، اچھے برے کی پہچان میں اس کی بالغ نظری کا جواب نہیں، یہاں تک کہ بعض وقت وہ کسی پسندیدہ شعر کا ایسا چربہ کھینچتا تھا کہ نقل کو اصل سے بڑھا دیتا تھا۔ ان باتوں کے علاوہ اس کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں اس کا مقابلہ اسکے معاصرین میں سے کوئی نہیں کر سکتا وہ یہ کہ وہ پرشکوہ اور بھاری بھرکم اور موٹے الفاظ کے تانے بانے سے ایسا مہیب ہیولی تیار کرتا ہے کہ خود بخود گردنیں اس کے آگے جھک جاتی ہیں۔ اب رہا جریر کا انداز بیان تو ہلکے پھلکے سبک اور رسیلے الفاظ کے ذریعہ ساز وآہنگ کا ایسا مرقع تیار کرنے میں اس کا جواب نہیں، جس کی موسیقیت اور نغمگی دیر تک کانوں میں رس گھولتی رہتی ہے، اور اثر اندازی کا یہ عالم ہے کہ جرعہائے صبح کی طرح نس نس میں سرایت کرتی جاتی ہے جو اعلی ذوق اور صاف ستھرے مذاق کی غمازی کرتا ہے اور یہ دین ہے قرآن کریم اور اسکے معجز نما اسلوب بیان اور اس سے تاثر پذیری کا، کہ جریر طبعا بڑا نیک، بھلامانس، خوش خصال اور نرم خو ہونے کے ساتھ بڑا دیندار آدمی بھی تھا۔ اس لئے اس کے یہاں سختی گرختگی اور خشونت نہیں ملتی۔ اشعار پڑھیں تو ایسا لگتا ہے کہ ایک سبک سیر صاف وشفاف بل کھاتی لہراتی ندی لہروں کے ساز پر ایک لاہوتی نغمہ گاتی رواں دواں ہے، جس کی سیمیں صدائے بازگشت دل وجان کے لئے فردوس گوش اور نظر وفکر کے لئے جنت نگاہ ہے.

نقائض کے چند اشعار بطور نمونہ:

فرزدق کہتا ہے:

ان الذی سمک السماء بنی لنا۔ بیتا دعائمہ أعز واطول

بیتا بناہ لنا الملیک و ما بنی۔ حکم السماء فانہ لاینقل

بیتا زرارۃ محتب بفناءہ۔ ومجاشع وأبوالفوارس نھشل

الاکثرون اذا یعد حصاھم۔ والاکرمون اذا یعد الأول

لا یحتبی بفناء بیتک مثلھم۔ أبدا اذا عد الفعال الأفضل

حلل الملوک لباسنا فی ارضنا۔ والسابغات لدی الوغی نتسربل

فرزدق کے قصیدہ کے جواب میں جریر کا قصیدہ:

أعددت للشعراء سما نا فعا۔ فسقیت آخرھم بکأس الاول

لماوضعت علی الفرزدق میسمی۔ وضغا البعیث جدعت أنف الاخطل

أخزی الذی سمک السماء مجاشعا۔ وبنی بناءک فی الحضیض الاسفل

انی انصببت من السماء علیکم۔ حتی اختطفتک یا فرزدق من عل

احلامنا تزن الجبال رزانۃ۔ ویفوق جاھلنا فعال الجھل

ولقد بنیت أخس بیت یبتنی۔ فھدمت بیتکم بمثلی یذبل

بیتا تحمم قینکم بفناءہ۔ دنسا مقاعدہ خبیث المدخل

4.7 شعر اموی کی خصوصیات:

دور اموی کے اشعار کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس دور کے شعر قرآنی الفاظ سے معمور اور اسلامی معانی سے لبریز نظر آتے ہیں. اور اس کا اثر تمام شعراء میں اور خاص طور پر خوارج اور شیعہ کے شعراء میں پایا جاتا تھا.

۔ دور اموی کے شعر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی نظر آتی ہے کہ اس دور کے اشعار اور قصیدوں کے الفاظ نہایت آسان اور رقیق ہوا کرتے تھے، سوائے رجز کے کیونکہ شعراء اس صنف میں بہت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے.

اسلوب: اغراض ومقاصد کے اعتبار سے اس دور کا اسلوب دور جاہلی اور دور اسلامی سے مختلف نہیں تھا، وہی عبارت کا انداز اور وہی الفاظ کی رقت اور نا مانوسیت۔ اس دور میں شاعر اپنے قصیدہ کی ابتداء نسیب، محبوب کے دیار کا ذکر اور اس کے کوچ کرنے کے واقعات سے کرتا تھا۔ اس کے بعد فخریہ کلام قصیدہ کا اہم جز ہوتا تھا جس کے بعد شاعر قصیدے کے بنیادی موضوع جیسے مدح، ہجو، تعزیت وغیرہ کی جانب ملتفت ہوا کرتا تھا.

جمیل بثینۃ کے اشعار بطور نمونہ:

لقد لامنی فیھا اخ ذو قرابۃ ۔ حبیب الیہ فی ملامتہ رشدی

وقال: افق! حتی متی ھائم؟ ۔ بثینۃ فیھا قد تعید وقد تبدی

فقلت لہ: فیھا قضی اللہ ماتری ۔ علی! وھل فیما قضی اللہ من رد؟

فان یک رشدا حبھا اوغوایۃ ۔ فقد جئتہ، ماکان منی علی عمد

لقد لج میثاق من اللہ بیننا ۔ ولیس لمن یوف للہ من عھد

فلا وابیھا الخیر ما خنت عھدھا ۔ ولا لی علم بالذی فعلت بعدی

وما زادوھا الواشون الا کرامۃ ۔ علی، وما زالت مودتھا عندی

4.8 خلاصہ:

عربی شاعری نے دور اموی میں بے پناہ ترقی کے منازل طئے کیے ہیں۔ نئے نئے موضوعات پر اس دور کے شعراء نے طبع آزمائی کی، نیز سابق میں موجود بعض موضوعات کو ترقی دے کر اسے نئی شکلیں بھی عطا کیں جس کی اہم مثال غزل ہے، اگرچہ شعر میں غزل کا استعمال کافی قدیم ہے لیکن دور اموی میں غزل کی ایک منفرد اور ممتاز شناخت وجود میں آئی بلکہ اسمیں غزل صریح اور غزل عمری کے نام سے دو انواع بھی وجود میں آئیں۔ اسی طرح نقائض کے ذریعہ عربی شاعری نے اس دور کے اہم علمی مآثر کے ساتھ ساتھ تاریخی آثار کو بھی محفوظ کرلیا۔ عراق، شام اور حجاز کا علمی، ادبی اور شعری ماحول نے جو کچھ عربی زبان وادب کو دیا ہے وہ بھی ناقابل فراموش ہے۔ شعراء کی مذہبی وابستگی، سیاسی تعلق، باہم مقابلہ آرائی نے جہاں ہر شاعر کی ایک مخصوص جماعت تیار کردی تھی جو اس کی مدد اور مساعدت کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی تھی اس اختلاف اور تنوع کے ساتھ قبائلی تعصب جسے اسلام نے منع کیا تھا امراء کی سرپرستی میں دوبارہ عام ہونے لگا۔ اس کے علاوہ جملہ اصناف شعر میں بھی اس دور کی شاعری ممتاز سمجھی جاتی ہے. نیز شوکت الفاظ، شاندار اسلوب، بہترین بندش، خوبصورت آب وتاب و دیگر اس دور کی نمایاں ترین خصوصیات میں شامل ہیں.

4.9 نمونے کے امتحانی سوالات:

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تیس سطروں میں قلمبند کیجئے۔

۱۔ دور اموی میں عربی شاعری اور اس کے اغراض ومقاصد پر جامع نوٹ لکھئے۔

۲۔ نقائض کی نشوونما اور اس کے اہم شعراء پر تفصیلی روشنی ڈالئے۔

۳۔ دور اموی کے شعری مراکز اور ان کی خصوصیات کو مفصل بیان کیجئے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجئے۔

۱۔ غزل عذری کی امتیازی خصوصیات بیان کیجئے۔

۲۔ شعر سیاسی کے اسباب اور محرکات کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ شعر اموی کی فنی خصوصیات کو ذکر کیجئے۔

4.10 مطالعہ کیلئے معاون کتابیں:

حنا فاخوری: الجامع فی تاریخ الادب العربی، دار الجیل، بیروت۔ لبنان.

احمد حسن زیات: تاریخ الادب العربی، دار المعرفۃ، بیروت۔ لبنان.

احمد اسکندری واصحابہ: المفصل فی تاریخ الادب العربی، دار احیاء العلوم، بیروت.

ڈاکٹر عبد الحلیم ندوی: عربی ادب کی تاریخ، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی.